تقریر

تقریر بابت تربیت
وقت 5-7منٹ

شادی اور ولیمہ یا شالیمہ و شہنڈی

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (الروم:22)

یعنی اِس کے نشانات میں سے (یہ بھی) ہے کہ اُس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس میں سے جوڑے بنائے تا کہ تم اُن کی طرف تسکین (حاصل کرنے) کے لئے جاؤ اور اُس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔ یقیناً اُس میں ایسی قوم کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں بہت سے نشانات ہیں۔

اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں
حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں
بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِيْ

(درثمین)

سامعین! آج خاکسار نے تقریر کے لیے جس موضوع کو چُنا ہے وہ ہے **"شادی اور ولیمہ"**

اسلام میں نکاح کی بڑی اہمیت ہے۔ نکاح محض انسانی خواہشات کی تکمیل اور فطری جذبات کی تسکین کا نام نہیں بلکہ انسان کی جس طرح بہت ساری فطری ضروریات ہیں۔ اسی طرح نکاح بھی انسان کی ایک اہم فطری ضرورت ہے۔ اس لیے انسان کو اپنی اس فطری ضرورت کو جائز اور مہذّب طریقے کے ساتھ پورا کرنے کی اجازت ہے۔ اسلام نکاح کو انسانی بقا و تحفّظ کے لیے ضروری قرار دیتا ہے۔

اِس پراسس (process) کا آغاز انسان کی پیدائش سے بہت قبل ہو جاتا ہے۔ مَیں اِس پراسس کا آغاز نکاح کے خطبہ سے کرنے لگا ہوں جبکہ اس کا آغاز والدین، دادا پڑدادا، لکڑدادا کی آئندہ آنے والی نسل کے لیے دعاؤں سے ہو جاتا ہے بلکہ اگر مَیں یہ کہوں کہ آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی، کی ہوئی مبارک دعاؤں سے ہو جاتا ہے تو غلط نہ ہو گا۔ جہاں تک انسان کے اپنے وجود کا تعلق ہے تو اُس کی / کے رفیقِ حیات کے چناؤ کے لئے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ضابطۂ حیات مقرّر کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنا ساتھی کے چناؤ کے وقت اُس کی مال و دولت، حسب و نسب اور ظاہری خوبصورتی کی طرف نہ جاؤ بلکہ اُس کے اندر کی روحانی، اخلاقی اور دینی خوبصورتی کی جانچ پڑتال کر کے نئی نسل کی بنیاد رکھو اور اِس کے بابرکت ہونے کے لیے دعائیں کرتے رہو اَور اپنے بزرگوں سے رشتہ کے مبارک ہونے کے لئے دعا کا کہتے رہیں۔ اِس چناؤ کو ہمارے ہاں منگنی کہا جاتا ہے۔ اگلا قدم اعلانِ نکاح کا ہے جس میں تقویٰ اور پھر تقویٰ، تقویٰ، تقویٰ اور پھر تقویٰ کی نصیحت کی جاتی ہے۔ جس کا اثر میاں بیوی کی روحانی اور مادّی زندگی پر تو ہوتا ہی ہے آئندہ آنے والی اولاد پر بھی ہوتا ہے۔ پھر آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میاں بیوی کے ملاپ کے وقت یہ دعا سکھلائی اور فرمایا کہ اس دعا کے پیش نظر خدا تعالیٰ ایسی اَولاد عطا کرے گا جو شیطان کے شرّ سے محفوظ رہنے والی ہو گی۔ وہ دعا یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا

(بخاری کتابُ الدعوات)

اِس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کے نام کے ساتھ۔ اے اللہ! تُو ہمیں شیطان سے محفوظ رکھنا اور جو اَولاد تُو ہمیں عطا کرے اُسے بھی شیطان کے شرّ سے بچانا۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

" شادی بیاہ کی رسم جو ہے یہ بھی ایک دین ہی ہے جبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تم شادی کرنے کی سوچو تو ہر چیز پر فوقیت اُس لڑکی کو دو، اُس رشتے کو دو، جس میں دین زیادہ ہو۔ اس لئے یہ کہنا کہ شادی بیاہ صرف خوشی کا اظہار ہے، خوشی ہے اور اپنا ذاتی ہمارا فعل ہے۔ یہ غلط ہے۔ یہ ٹھیک ہے جیسا کہ پہلے بھی مَیں کہہ آیا ہوں اسلام نے یہ نہیں کہا کہ تارکُ الدنیا ہو جاؤ اور بالکل ایک طرف لگ جاؤ۔ لیکن اسلام یہ بھی نہیں کہتا کہ دنیا میں اتنے کھوئے جاؤ کہ دین کا ہوش ہی نہ رہے۔ اگر شادی بیاہ صرف شور وغُل اور رونق اور گانا بجانا ہو تا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ شروع ہو کر اور پھر تقویٰ اختیار کرنے کی طرف اتنی توجہ نہ دلاتے۔ بلکہ شادی کی ہر نصیحت اور ہر ہدایت کی بنیاد ہی تقویٰ پر ہے۔ پس اسلام نے اعتدال کے اندر رہتے ہوئے جن جائز باتوں کی اجازت دی ہے اُن کے اندر ہی رہنا چاہئے اور اس اجازت سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہئے۔ حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے کہ دین میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔ اس لئے ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایک مؤمن کے لئے ایک ایسے انسان کے لئے جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے شادی نیکی پھیلانے، نیکیوں پر عمل کرنے اور نیک نسل چلانے کے لئے کرنی چاہئے اور یہی بات شادی کرنے والے جوڑے کے والدین، عزیزوں اور رشتہ داروں کو بھی یاد رکھنی چاہئے۔ ان کے ذہنوں میں بھی یہ بات ہونی چاہئے کہ یہ شادی ان مقاصد کے لئے ہے نہ کہ صرف نفسانی اغراض اور لہو ولعب کے لئے۔"

(خطبہ جمعہ 25/ نومبر 2005ء)

سامعین! نکاح کرنا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ" نکاح کرنا میری سنّت ہے۔

(بخاری کتاب النکاح باب الترغیب فی النکاح)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کو آدھا ایمان قرار دیتے ہوئے فرمایا "اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ اِسْتَکْمَلَ نِصْفَ الدِّیْنِ فَلْیَتَّقِ فِی النِّصْفِ الْبَاقِیْ "جو کوئی نکاح کرتا ہے تو وہ آدھا ایمان مکمل کر لیتا ہے اور باقی آدھے دین میں اللہ سے ڈرتا رہے۔

(مشکوۃ المصابیح کتاب النکاح)

نکاح انبیاء کرام کی بھی سنّت ہے۔ ارشاد ربّانی ہے "وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً" (الرعد:39)

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) ہم نے آپ سے پہلے یقیناً رسول بھیجے اور اُنہیں بیویوں اور اولاد سے بھی نوازا

حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رسولوں کی چار سنتیں ہیں 1: شرم وحیا کا خیال۔ 2: مسواک کا اہتمام۔ 3: عطر کا استعمال۔ 4: نکاح کا التزام۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ

" لٰکِنِّیْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّیْ وَاَنَامُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ "

یعنی مَیں تو روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور مَیں نے شادیاں بھی کی ہیں۔ پس جو شخص میری سنّت سے منہ موڑتا ہے وہ میرا نہیں ہے یعنی اُس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

(بخاری کتاب النکاح، حدیقۃ الصالحین حدیث 349)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"نکاح اور شادی انسانی نسل کے بڑھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ذریعہ بنایا ہے، جس میں دو خاندانوں کا ملاپ ہوتا ہے، دو افراد کا ملاپ ہوتا ہے اور اسلام نے اس کو بڑا مستحسن عمل قرار دیا ہے۔ بعض صحابہ نے کہا کہ ہم شادیاں نہیں کریں گے۔ تجرّد کی زندگی گزاریں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میری سنّت پہ

عمل نہیں کرتا وہ مجھ میں سے نہیں ہو گا۔ مَیں تو شادی بھی کرتا ہوں، کاروبار بھی ہے، بچے بھی ہیں۔ کاروبار سے مراد ہے کہ زندگی کی مصروفیات بھی ہیں، ذمّہ داریاں بھی ہیں۔"

حضور انور نے مزید فرمایا:

"نکاح جو ایک بنیادی حکم ہے یہ صرف معاشرہ اور نسل کو چلانے کے لئے نہیں بلکہ بہت ساری بُرائیوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے اور ایک نیک نسل چلانے کے لئے ہے۔ پس نئے جوڑوں کو اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ شادیاں جو کسی مذہب کو ماننے والوں میں اور خاص طور پر اسلام کو ماننے والوں میں ہوتی ہیں، ایک مسلمان کے گھر میں جو شادی ہے یہ صرف دنیاوی سکون کی خاطر نہیں ہے بلکہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابندی کی جائے، اس پر عمل کیا جائے اور آئندہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہوئے نیک نسل پیدا ہونے کا آغاز کیا جائے"

(اعلانات نکاح بتاریخ 5/ مئی 2011ء، مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 8/ جون 2012ء)

رخصتی

اعلانِ نکاح کے بعد گو میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے لئے حلال ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایک بچی اور اُس کے خاندان کی عزّتِ نفس کے لئے ایک پُر وقار، سادہ دعائیہ تقریب منعقد ہوتی ہے جس میں دلہن کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور میں سادگی کی مثال اِس حدّ تک دیکھنے کو ملتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اَور بعض صحابہ خود اپنی بچی کو دولہا کے گھر چھوڑ آئے۔ اس مبارک سنّت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے بعض صحابہ نے بھی اس کو اپنایا۔

جماعتِ احمدیہ میں یہ طریق رواج پا چکا ہے کہ اس تقریبِ رخصتی میں کسی بزرگ کی صدارت میں تلاوتِ قرآن اور دعائیہ منظوم کلام پڑھ کر بچی کو اجتماعی دعاؤں سے رخصت کرتے ہیں۔

ولیمہ

دولہا اپنی شادی کی خوشی و شادمانی کے موقع پر جو دعوت دیتا ہے اُسے ولیمہ کہا جاتا ہے اور ولیمہ کرنا سنّت ہے۔ ولیمہ شوہر کے ذمّہ ہے اور دعوت ولیمہ نکاح کے بعد ہے۔ دعوتِ ولیمہ بیوی و شوہر کی پہلی ملاقات کے بعد کی جاتی ہے۔ اس میں بے شمار مصلحتیں ہیں۔ اس سے شائستہ طور پر نئے رشتے کی تشہیر ہوتی ہے۔ عورت اور اس کے اہلِ خاندان کا اعزاز ہوتا ہے۔ ایک قابلِ قدر نئی نعمت کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا ہوتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی صحابہؓ کو شادی کی اکثر تلقین فرماتے تھے بلکہ بار بار توجہ دلاتے رہتے تھے اور بعض دفعہ جب کسی کا رشتہ طے کرواتے تو خود بھی بڑی دلچسپی لے کر ذاتی طور پر انتظامات فرماتے۔ اسی طرح کی ایک لمبی روایت حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتے تھے ایک دفعہ رسول کریمؐ نے فرمایا ربیعہ! شادی نہیں کرو گے۔ تو آپؓ نے عرض کی کہ نہیں! پھر کچھ عرصے بعد آپؐ نے فرمایا ربیعہ! شادی نہیں کرو گے تو آپؓ نے کہا نہیں!۔ آپؓ نے خود ہی سوچا کہ میرا بُرا بھلا چاہنے والے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپؐ جانتے ہیں کہ کیا بھلا ہے کیا بُرا ہے۔ اگر اب مجھ سے پوچھا تو مَیں ہاں میں جواب دوں گا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری دفعہ پوچھا تو آپؓ نے ہاں میں جواب دیا کہ جی ہاں یا رسول اللہ! اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصار کے فلاں خاندان کی طرف جاؤ اور ان کو میرا پیغام دو کہ فلاں لڑکی سے تمہاری شادی کر دیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام پر اُس نے فوراً تسلیم کر لیا اور آپؓ کی شادی اُس لڑکی سے ہو گئی۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کا انتظام بھی خود فرمایا اور خود ولیمے میں شامل بھی ہوئے اور دعا بھی کروائی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 58)

سامعین: ولیمہ کا ایک بنیادی مقصد خوشی کا اظہار ہے اور اس بات کا اعلان کرنا ہے کہ یہ جوڑا اب شادی کے بندھن میں بندھ گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ولیمہ کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ

"ولیمہ یہ ہے کہ نکاح کرنے والا نکاح کے بعد اپنے احباب کو کھانا کھلائے۔"

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 79)

حضرت انس رضی اللہ عنہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ولیمہ کا احوال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مَا اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰہ عَلٰی امْرَاَۃٍ مِنْ نِسَایِہِ اَکْثَرَ اَوْ اَفْضَلَ مِمَّا اَوْلَمَ عَلٰی زَیْنَبَ فَقَالَ ثَابِتٌ الْبُنَانِیُّ بِمَا اَوْلَمَ؟ قَالَ اَطْعَمَھُمْ خُبْزًا وَلَحْمًا حَتّٰی تَرَکُوْہُ.

(مسلم، الصحیح، 2:1049، رقم:1428)

یعنی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ کے ولیمہ سے بڑھ کر اور عمدہ ولیمہ کسی اور زوجہ سے نکاح کے موقع پر نہیں کیا۔ راوی نے پوچھا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ میں کیا کھلایا تھا، انہوں نے کہا لوگوں کو اس قدر روٹیاں اور گوشت کھلایا کہ لوگوں نے کھانا چھوڑ دیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی دعوتِ ولیمے کو بدترین قرار دیا جس میں اغنیاء کی دعوت کی جائے اور فقراء کو چھوڑ دیا جائے۔ روایت ہے:

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَۃِ یُدْعَی لَھَا الْاَغْنِیَاءُ وَیُتْرَکُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَکَ الدَّعْوَۃَ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ.

(بخاری، الصحیح، 5:1985، رقم: 4882، بیروت، لبنان: دار ابن کثیر الیمامۃ)

کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ سب سے بُرا ولیمہ کا وہ کھانا ہے جس میں امیروں کو بلایا جائے اور غریب نظر انداز کر دیے جائیں۔ نیز جو دعوت کو قبول نہ کرے اس نے للہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہماری قوم میں ایک یہ بھی بد رسم ہے کہ شادیوں میں صدہا روپیہ پیسہ کا فضول خرچ ہوتا ہے۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ شیخی اور بڑائی کے طور پر برادری میں بھاجی تقسیم کرنا اور اس کا دینا اور کھانا یہ دونوں باتیں عند الشرع حرام ہیں اور آتش بازی چلانا اور رنڈی بھروؤں، ڈوم ڈھاریوں کو دینا، یہ سب حرامِ مطلق ہے۔ ناحق روپیہ ضائع جاتا ہے اور گناہ سر پر چڑھتا ہے۔ سو اس کے علاوہ شرع شریف میں تو صرف اتنا حکم ہے کہ نکاح کرنے والا بعد نکاح کے ولیمہ کرے یعنی چند دوستوں کو کھانا پکا کر کھلا دیوے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 49 ایڈیشن 1988ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

" دوسرے ولیمہ ہے جو اصل حکم ہے کہ اپنے قریبیوں کو بلا کر ان کی دعوت کی جائے۔ اگر دیکھا جائے تو اسلام میں شادی کی دعوت کا یہی ایک حکم ہے۔ لیکن وہ بھی ضروری نہیں کہ بڑے وسیع پیمانے پر ہو۔ حسب توفیق جس کی جتنی توفیق ہے بلا کر کھانا کھلا سکتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ 15/ جنوری 2010ء)

پھر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" اب آجکل کی شادی بیاہوں پر فضول خرچی اتنی ہوتی ہے کہ جس کی انتہا نہیں ہے، پاکستان ہندوستان وغیرہ میں بھی اور یورپ اور مغرب کے دوسرے ممالک میں بھی۔ اب تو بعض لوگوں نے کہنا شروع کر دیا ہے کہ اس طرف لوگوں کو توجہ دلانی چاہئے۔ ایک تو جہیز کی دوڑ لگی ہوئی ہے، زیور بنانے کی دوڑ لگی ہوئی ہے، پھر دعوتوں میں غیر ضروری اخراجات اور نام و نمود کی دوڑ ہے اور جو بے چارہ نہ کر سکے، اگر خود اپنے وسائل کی وجہ سے کر سکتے ہیں تو ٹھیک ہے لیکن جو نہ کر سکے اس پر پھر باتیں بناتے ہیں کہ بلایا تھا، وہاں یہ تھا وہ تھا اور پھر کئی کئی دن مختلف ناموں سے رسمیں جاری ہو چکی ہیں اور دعوتیں کی جاتی ہیں۔ دعوت تو صرف ایک دعوت ولیمہ ہے، جو اسلام کی یہ صحیح تعلیم میں ہمیں نظر آتی ہے۔ اس کے علاوہ تو جس کو توفیق نہیں ہے، دکھاوے کی خاطر تو دعوتیں کرنی ہی نہیں چاہئیں اور کبھی اپنے اوپر بوجھ نہیں ڈالنا چاہئے۔

ہاں جب مہمان آتے ہیں ہلکی پھلکی مہمان نوازی فرض ہے وہ کر دی جائے اور پھر جس کے پاس وسائل ہیں وہ اگر دعوت کر لیتا ہے تو اپنے ہی وسائل سے خرچ کرتا ہے۔ اس کی دیکھا دیکھی اپنے پر بوجھ ڈال کر جس کے کم وسائل ہیں جس کی توفیق نہیں ہے۔ اس کو قرض لے کر یا پھر امداد کی درخواست دے کر ایسا نہیں کرنا چاہئے اور کم وسائل والوں کو حتّی المقدور کوشش یہی کرنی چاہئے جتنا کم سے کم خرچ ہو، کریں کیونکہ ان کو تو اس بات پر خوش ہونا چاہئے کہ وہ اللہ کے نبی کی سنت پر عمل کر رہے ہیں۔ بجائے اس کے کہ احساس کمتری کا شکار ہوں۔"

(خطبہ جمعہ 30/ اپریل 2004ء)

سامعین! پھر آپ فرماتے ہیں۔

"اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ہمیں کیا نمونہ دکھاتے ہیں اور یہ نمونہ اپنے ماننے والوں سے بھی پسند کرتے تھے، سادہ زندگی کا اور قناعت کا۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصولوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہم ایک سادہ زندگی بسر کرتے ہیں وہ تمام تکلّفات جو آجکل یورپ میں لوازم زندگی بنا رکھے ہیں یعنی زندگی کے لیے لازمی ضروری سمجھے ہوئے ہیں۔ ان سے ہماری مجلس پاک ہے۔ رسم وعادت کے ہم پابند نہیں ہیں۔ اس حد تک کہ ہر ایک عادت کی رعایت رکھتے ہیں کہ جس کے ترک سے کسی تکلیف یا معصیت کا اندیشہ نہ ہو، باقی کھانے پینے اور نشست وبرخاست میں ہم سادہ زندگی کو پسند کرتے ہیں۔ (**ملفوظات جلد سوم صفحہ 448**)"

(خطبہ جمعہ 30/ اپریل 2004ء)

حضور انور فرماتے ہیں کہ:

" اس موقع پر آپ کے لئے میرا پیغام یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کے لئے ہر اُس چیز سے بچنا ہو گا جو دین میں بُرائی اور بدعت پیدا کرنے والی ہے۔ بہت سی بُرائیاں ہیں جو شادی بیاہ کے موقعہ پر کی جاتی ہیں اور جن کی دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی کرتے ہیں۔ اس طرح معاشرے میں یہ بُرائیاں جو ہیں اپنی جڑیں گہری کرتی چلی جاتی ہیں اور اس طرح دین میں اور نظام میں ایک بگاڑ پیدا ہو رہا ہوتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"مَیں دیکھتا ہوں کہ ہمارے گھروں میں قسم قسم کی خراب رسمیں اور نالائق عادتیں جن سے ایمان جاتا رہتا ہے، گلے کا ہار ہو رہی ہیں اور ان بُری رسموں اور خلافِ شرع کاموں سے یہ لوگ ایسا پیار کرتے ہیں جو نیک اور دینداری کے کاموں سے کرنا چاہیے۔ سو آج ہم کھول کر با آوازِ بلند کہہ دیتے ہیں کہ سیدھا راہ جس سے انسان بہشت میں داخل ہوتا ہے۔ یہی ہے کہ شرک اور رسم پرستی کے طریقوں کو چھوڑ کر دینِ اسلام کی راہ اختیار کی جائے اور جو جو کچھ اللہ جلّ شانہٗ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے اور اس کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی ہے۔ اس راہ سے نہ بائیں طرف منہ پھیریں، نہ دائیں اور ٹھیک ٹھیک اسی راہ پر قدم ماریں اور اس کے برخلاف کسی راہ کو اختیار نہ کریں۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 84)

شالیمہ وشہنڈی

آج کل یہ نیا رواج چل نکلا ہے کہ دلہا اور دلہن والے مل کر ایک فنکشن طے کر لیتے ہیں جس میں دلہن والے بارات اور رخصتی کرتے ہیں اور دلہا والوں کی طرف سے بھی مہمان مدعو کیے ہوتے ہیں کہ ان کی طرف سے ولیمہ بھی ہو جائے جس کو شالیمہ کا نام دیا جاتا ہے یہ نہ جانے کہاں سے یہ اصطلاح لائی گئی ہے۔ ہماری زبان میں اصل لفظ کے ساتھ بگاڑ کر دوسرا لفظ استعمال کرنے کا رواج ہے۔ جیسے روٹی شوٹی، شادی وادی۔ اسی طرح کہتے ہیں۔ "ولیمہ شلیمہ ہو گیا اے"۔ شاید یہ شلیمہ یہیں سے لیا گیا ہو لیکن زیادہ امکان یہ لگتا ہے کہ شادی کے لفظ سے "شا" مستعار لیا گیا ہے اور ولیمہ لفظ میں واؤ ہٹا کر "لیمہ" لے کر دونوں کو ملا کر "شالیمہ" بنا دیا ہو۔ اسی طرح شہنڈی کے نام سے ایک رسم کا آغاز ہوا ہے یعنی شادی اور مہندی۔ ان کا آپس میں اجتماع کسی حدّ تک سمجھ میں ہے کہ ایک ہی تقریب میں مہندی کا مختصر سا فنکشن کر کے رخصتی کر دی جائے۔ خاکسار نے ان دونوں رسوم کو مزید سمجھنے کے لیے AI کی معاونت حاصل کی تو وہاں یہ لکھا پایا کہ آج کی مصروف زندگی میں بار بار اکھٹا ہونے سے بچنے کے لئے

ایک ہی بارونق تقریب منعقد کرلی جائے جس سے اخراجات میں بھی کمی آجاتی ہے اور اخراجات کا بوجھ بھی بٹ جاتا ہے۔ جبکہ یہ فلسفہ اسلامی نکتہ نگاہ سے قابلِ قبول نہیں۔ مہندی کی رسم کا اوّل تو اسلام احمدیت میں کوئی جگہ نہیں اور رخصتی کی تقریب مختصر اور سادہ ہونے کے متعلق اوپر سُن آئے ہیں اور جہاں تک شادی اور ولیمہ کو ملا کر شالیمہ کرنے کا تعلق ہے اس بارہ میں ہمارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احبابِ جماعت کے نام ایک پیغام میں فرمایا۔

"آج کل ایک نئی رسم رواج پارہی ہے کہ شادی کے موقع پر لڑکی اور لڑکے والے رخصتی اور لڑکے کی طرف سے ولیمہ کا فنکشن علیحدہ علیحدہ کرنے کے بجائے رقم اکٹھی کرکے بڑے بڑے مہنگے ہوٹلوں یا شادی ہالز میں ایک ہی فنکشن کر رہے ہیں اور اس طرح شادی اور ولیمہ کو اکٹھا کرکے Shaleema (شالیمہ) کا نام دیا جارہا ہے۔ یہ طریق شرعًا غلط ہے۔ ولیمہ تو جب تک میاں بیوی کو خلوت صحیحہ میسّر نہ ہو، نہیں ہو سکتا..... جو لوگ ایسی غلط قسم کی حرکتیں کر رہے ہیں، وہ بدعات پیدا کر رہے ہیں.....جماعت سے تو پہلا مطالبہ ہی سادہ زندگی کا ہے۔ آج جب مادیت کی دوڑ پہلے سے بہت زیادہ ہے۔ اس طرف احمدیوں کو بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ سادگی اختیار کرکے ہی دین کی ضروریات کی خاطر قربانی دی جاسکتی ہے۔ شادیوں، بیاہوں پر فضول خرچیاں ہوتی ہیں اگر یہی رقم بچائی جائے تو بعض غریبوں کی شادیاں ہوسکتی ہیں۔ مساجد کی تعمیر میں دیا جاسکتا ہے، اسی طرح اَور کاموں میں دیا جاسکتا ہے۔ مختلف تحریکات میں دیا جاسکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چھٹی شرط بیعت میں لکھا ہے کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا وہوس سے باز آجائے گا۔ یعنی کوشش ہوگی کہ رسموں سے بھی باز رہوں گا اور ہوا وہوس سے بھی باز رہوں گا۔ یہ شرط ہر احمدی کے لئے ہے، چاہے وہ امیر ہو یا غریب ہو۔ اپنے اپنے وسائل کے لحاظ سے اس کو ہمیشہ ہر احمدی کو اپنے مدّ نظر رکھنا چاہئے۔ اللہ کرے کہ ہم ہر قسم کے رسم و رواج بدعتوں اور بوجھوں سے اپنے آپ کو آزاد رکھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت پر عمل کرنے والے ہوں اور ہمیشہ اس زمانے کے متکلّم وعدل کی تعلیم کے مطابق دین کو دنیا پر مقدّم کرنے والے ہوں۔ دین کو دنیا پر مقدّم کرنا بھی ایسا عمل ہے جو تمام نیکیوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے اور تمام بُرائیوں اور لغو رسم ورواج کو ترک کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ تو اس کی طرف بھی خاص توجہ کرنی چاہئے۔"

(خصوصی پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ از احمدیہ گزٹ کینیڈا خصوصی شمارہ بدعات اور رسومات اپریل 2024ء)

سامعین! مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ برطانیہ نے اپنے ایک خط محرّرہ 2 جنوری 2024ء میں حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ کا اِس حوالہ سے یہ ارشاد quote کیا ہے۔ حضور ہدایت دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"This is wrong and against the Sharia. The Walima cannot take place until Khalwat Sahiha.(Khalwat Sahiha means that husband and wife come together after the Rukhsati in solitude in a place where no one else enter without their permission)."

الغرض ولیمہ کا کھانا اُس کھانے کو کہتے ہیں جو میاں بیوی کے اکٹھا ہونے یعنی شبِ زفاف کے بعد دوسرے دن کھلایا جاتا ہے۔ اس لیے بہتر اور افضل یہی ہے کہ رخصتی کے بعد میاں بیوی کی ملاقات کے بعد ولیمہ کیا جائے، یہی مسنون ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ ولیمہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ولیمہ شبِ زفاف کے بعد تین دن کے اندر اندر کیا جائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح ثابت ہے۔

(بتعاون: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی وزاہد محمود)